مکالمہ

دہشت گردی کے لیے اسلام کو موردِ الزام نہ ٹھہرائیے۔

"دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے لیے اسلام کو موردِ الزام ٹھہرانا غلط ہے۔ اس طرزِ عمل سے مسیحی-مسلم تعلقات کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ "چرچ کو چاہیے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھنے میں مدد دے کہ اسلامی دہشت گردی نام کی کسی چیز کا وجود نہیں، ورنہ مسیحیوں کی جانب سے ہونے والے پُرتشدّد واقعات کو "مسیحی دہشت گردی" کا نام دیا جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا خیالات کا اظہار ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے جیسوئٹ فادر تھامس مائیکل نے کیا جو "پاپائی کونسل برائے مکالمہ بین المذاہب" کے مسلمانوں سے متعلق شعبے کے سربراہ ہیں۔

فادر مائیکل نے ۲ جولائی ۱۹۹۳ء کو اس پس منظر میں انٹرویو دیا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کیے جانے والوں کو مسلم بنیاد پرست قرار دیا گیا اور ساری توجہ ایک حد تک ان کے مذہب اور ایک مسلم مبلّغ کے ساتھ ان کے مبیّنہ تعلق پر مرکوز تھی۔ [اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ دیکھیے: "اسلام کا تاریک پہلو" کے زیرِ عنوان ہفت روزہ "ٹائم" (۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء) کی رپورٹ]

فادر مائیکل نے کہا کہ "بعض لوگ اسلام کو ایک نئے دشمن کے طور پر پیش کررہے ہیں جس کے خلاف لڑائی ضروری ہے۔ ہمیں بلند آواز سے اور صاف صاف کہنا ہے کہ چرچ کی یہ تعلیم نہیں۔" کیتھولک چرچ کے نزدیک اسلام خدا پر ایمان رکھنے والوں کا ایک مذہب ہے جو اخلاقی زندگی گزارنے کے لیے کوشاں ہیں۔

فادر مائیکل کے الفاظ میں اسلام کو کسی بھی دوسرے مذہب کی طرح سیاسی بالادستی یا "پُرتشدّد مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔" انہوں نے بعض ہندوستانی تحریکوں کی جانب سے ہندومت، سری لنکا میں بدھ مت اور خود مسیحیت کے اپنے ماضی یعنی صلیبی جنگوں میں مذہب کے استعمال کی مثالیں دے کر اپنا نقطۂ نظر واضح کیا۔ عوام کے لیے بنیادی بات یہ ہے کہ کسی اکادکا گروہ کے افعال کو اس کے مذہب کے ساتھ منسلک نہ کرنا چاہیے۔

فادر مائیکل نے کہا کہ "جب میں مسیحی گروہوں سے باتیں کرتا ہوں تو وہ اکثر مسلمانوں کو تشدّد اور دہشت گرد بتاتے ہیں مگر مجھے یہ صورتِ حال دوسری طرف نظر آتی ہے۔ مسلمان پوچھتے ہیں کہ

"مسیحیت بلقان میں اسلام کو ختم کرنے پر کیوں تلی ہوئی ہے۔"

فادر مائیکل نے اپنے انٹرویو میں کہا ہے کہ مسلمانوں میں یہ شدید احساس موجود ہے کہ مغربی دنیا میں "اسلام کو حقیقتاً بدنام کیا جارہا ہے۔ مسلمانوں کے مذہب کو مسخ کیا جارہا ہے اور اسے پُرتشدّد نظریۂ حیات کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔" "اسلام بنیادی طور پر امن وسلامتی کا دین ہے۔ اگرچہ اسلام کی مقدّس کتاب قرآن، عہد نامۂ جدید کی طرح امن کی داعی نہیں۔ جہاد میں شمولیت کے لیے مسلمانوں کو ابھارا جاتا ہے جس میں بعض اوقات جنگ کی نوبت بھی آتی ہے، مگر عموماً ایسا نہیں ہوتا۔"

فادر مائیکل کے مطابق مسیحی اور مسلمان ایک دوسرے کی ثقافتوں کے بارے میں ایک جیسے تعصّبات کا شکار ہیں۔ مثال کے طور پر مشرقِ وسطیٰ کے بہت سے مسلمانوں کا خیال ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور مغربی دنیا کے لوگ امیر ہیں مگر جرائم کے مستقل خطرے سے دوچار رہتے ہیں۔ مغربی دنیا کے لوگ مشرقِ وسطیٰ کے مسلمانوں کے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ دہشت گردوں کے درمیان شیوخ کیڈلک کاروں میں ادھر اُدھر گھومتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ اکثریتی مسلم آبادی کے کسی بڑے شہر میں جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ۹۹ فیصد آبادی نے کسی جنگ میں کبھی حصہ نہیں لیا، وہ انہیں چیزوں کے بارے میں فکرمند ہیں جن کے بارے میں عام طور پر لوگ فکرمند ہوتے ہیں یعنی بچوں کی پرورش کیسے کی جائے، مکان کیسے خریدا جائے اور کس طرح معمول کی زندگی گزاری جائے۔

فادر مائیکل نے بتایا کہ وہ "ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی بشپوں کی کانفرنس" اور ایک اسلامی تنظیم کے رہنماؤں کے حالیہ مشترکہ بیان سے بے حد متاثر ہوئے ہیں جس میں دہشت گردی یا جارحیّت کو کسی مذہب سے جوڑنے کی کوشش کی مذمّت کی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے متعدّد شہروں میں کیتھولک - مسلم مکالمہ جاری ہے جس میں "مسیحی اسلام کو جاننے کے لیے حقیقتاً وقت نکال رہے ہیں اور مسلمانوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ اچھے ہمسائے ہیں۔" (رپورٹ: دی کیتھولک نیوز، بحوالہ ماہنامہ فوکس _ لیسٹر، اگست ۱۹۹۳ء)